مولانا عبدالرشید

مسائل عشر

زمین اور پیداوار کی زکوٰۃ

جس طرح شریعت نے مال تجارت، سونے چاندی نقد رقم اور سائمہ(۱) جانوروں پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض قرار دی ہے، اسی طرح زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ عائد کی ہے زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہی کو عشر کہا جاتا ہے۔(۲)

وجہ تسمیہ

''عشر'' کا معنی ہے ''دسواں حصہ'' چوں کہ زمین کی پیداوار کی زکاۃ کی مقدار عام حالات میں کل پیداوار کا دسواں حصہ ہے اس لیے پیداوار کی زکاۃ کا نام ''عشر'' رکھ دیا گیا۔ اگرچہ بعض مخصوص حالات میں پیداوار کا بیسواں حصہ (نصف عشر) ادا کیا جاتا ہے لیکن اصطلاح فقہاء میں اسے بھی عشر ہی کہا جاتا ہے۔(۳)

زکوٰۃ اور عشر کا فرق

عام اموال کی زکوٰۃ خالص عبادت ہے۔ اس میں حیثیت عبادت کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے جب کہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ یعنی عشر میں حیثیت عبادت کے ساتھ ساتھ ضمنی طور پر ٹیکس کی حیثیت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔(۴) یہی وجہ ہے کہ عشر نابالغ اور مجنون کی زمین کی

(۱) سائمہ جانوروں سے مراد وہ جانور ہیں جو سال کا اکثر حصہ آزاد چراگاہوں میں چر کر گزارہ کرتے ہیں ردالمحتار ص ۲۷۵ ج ۱
(۲) محمد امین الشہیر بابن عابدین (المتوفی ۱۲۵۲ھ) ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۳۲۵ جلد دوم طبع مصر
(۳) ایضاً
(۴) عبداللہ بن الشیخ محمد بن سلیمان المعروف بداماد افندی۔ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ص ۲۱۴ جلد اول طبع بیروت

پیداوار پر بھی عائد ہوتا ہے بلکہ موقوفہ زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے جب کہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔(۵)

نیز اسی لیے صاحب زکوٰۃ اگر زکوٰۃ ادا کئے بغیر انتقال کر جائے تو اس کے مال میں سے زکوٰۃ نہیں نکالی جائے گی لیکن اس کے برعکس اگر صاحب عشر، عشر ادا کئے بغیر انتقال کر جائے اور وہ پیداوار موجود ہوتو اس میں سے عشر وصول کیا جائے گا۔(۶)

وجوب عشر کی شرائط

پہلی شرط مسلمان ہونا، لہٰذا ابتداء عشر صرف مسلمان پر ہی عائد ہوگا۔ البتہ اگر کسی مسلمان سے کسی کافر نے وہ عشری زمین خرید لی اور اس کافر نے اس پر قبضہ کرلیا تو وہ کافر حسبِ سابق عشر ادا کرے گا یا خراج؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ کافر خراج ادا کرے گا عشر نہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ کافر ڈبل عشر یعنی خمس (۱/۵ حصہ) ادا کرے گا۔ امام محمدؒ کے نزدیک حسب سابق عشر ہی ادا کرے گا۔ اگرچہ ان دونوں ائمہ کے نزدیک یہ نام کا عشر مصارف خراج میں صرف کیا جائے گا مصارف عشر میں نہیں۔ امام محمدؒ رحمہ اللہ سے ایک روایت مصارف عشر میں خرچ کرنے کی بھی ہے۔(۷)

دوسری شرط

وجوب عشر کی دوسری شرط دارالاسلام میں ہونا یا دارالحرب میں ہوتے ہوئے فرضیت عشر کا علم ہونا ہے۔ لہٰذا دارالحرب میں رہنے والے کسی مسلمان کو اگر فرضیت عشر کا علم نہیں تو اس پر ادائیگی عشر بھی فرض نہیں ہے۔(۸)

تیسری شرط

وجوب عشر کی تیسری شرط پیداوار کا وجود ہے لہٰذا عشری زمین میں اگر پیداوار نہیں ہوئی

---

(۵) محمد علاء الدین الحصکفی (المتوفی ۱۰۸۸ھ) الدرالمنتقی فی شرح الملتقی علی ہامش مجمع الانہر ص ۲۱۵ جلد اوّل۔

(۶) ملک العلماء علاء الدین الکاسانی (المتوفی ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع ص ۶۵ جلد دوم مطبوعہ بیروت۔

(۷) بدائع الصنائع ص ۵۴، ۵۵ جلد دوم

(۸) ایضاً ص ۵۵، ۵۶ جلد دوم و ص ۱۳۵ جلد اوّل

☆ الاجر والضمان لایجتمعان ☆ اجرت اور ضمانت ایک ہی شی میں جمع نہیں ہوسکتیں ☆

تو ایسی زمین پر عشر لاگو نہیں ہوگا۔(۹) اگرچہ پیداوار نہ ہونے کا سبب کوئی قدرتی سبب نہ ہو بلکہ مالک کی اپنی لاپروائی اور غفلت ہی اس کا باعث ہو مثلاً اس نے کاشت ہی نہیں کی یا کاشت کے بعد اس کی نگرانی اور حفاظت نہیں کی۔(۱۰)

چوتھی شرط

وہ پیداوار ایسی ہو کہ عادۃً اس کو پیدا کرنے اور اگانے کا رواج ہو اور اسے کاشت کرکے اس سے نفع اٹھایا جاتا ہو لہٰذا بے کار اور خود رو قسم کی گھاس اور درخت وغیرہ میں عشر نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر قصداً گھاس اور بانس وغیرہ اگائے جائیں تو ان میں عشر ہوگا۔(۱۱)

پانچویں شرط

وجوب عشر کی پانچویں شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو۔ خراجی زمین میں خراج ہی واجب ہوتا ہے عشر نہیں۔ کیوں کہ کسی ایک زمین پر عشر و خراج دونوں اکٹھے لاگو نہیں ہوتے۔(۱۲)

عشری زمینیں

۱۔ عرب کی ساری زمین عشری ہے عرب کی زمین عذیب سے مکہ تک اور عدن سے منتہائے حجر تک کہلاتی ہے جس میں تہامہ، حجاز، مکہ، یمن، طائف، عمان اور بحرین شامل ہیں۔(۱۳) ۲۔ جو علاقے بطور صلح فتح ہوئے اور وہاں کے باشندے مسلمان ہوگئے تو ان مسلمانوں کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں رہیں گی اور ان پر عشر واجب ہوگا۔(۱۴) ۳۔ وہ علاقے جو بزور شمشیر فتح ہوئے اور ان کی زمینوں کو مال غنیمت قرار دے کر شرعی اصول کے مطابق مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا ہو۔ ایسی تمام زمینیں عشری قرار پائیں گی۔(۱۵) ۴۔ مسلمان کا رہائشی مکان جب وہ

---

(۹) ایضاً ص ۵۸ جلد دوم

(۱۰) محمد علاء الدین الحصکفی : الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۲۳ جلد دوم طبع مصر (مطبوعہ مع رد المحتار)

(۱۱) بدائع الصنائع ص ۵۸ جلد دوم مطبوعہ بیروت

(۱۲) ایضاً ص ۵۷ جلد دوم مطبوعہ بیروت

(۱۳) حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان (المتوفی ۵۹۲ھ) فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ص ۲۷۰ جلد اول طبع ترکی

(۱۴) بدائع الصنائع ص ۵۷ جلد دوم مطبوعہ بیروت

(۱۵) ایضاً

☆ یقین شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا ☆ (فقہی ضابطہ)

اسے گرا کر قابلِ کاشت بنا ڈالے، اگر صرف عشری پانی سے سیراب کیا جائے تو اسے بھی عشری زمین قرار دیا جائے گا۔(۱۶) ۔۵۔ وہ بنجر بے آباد غیر مملوکہ زمینیں جنھیں کسی مسلمان نے باقاعدہ اسلامی حکومت کی اجازت سے آباد کیا ہے، ان کی حیثیت کے تعین میں اختلاف ہے امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ان کو عشری پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تو ایسی زمینیں عشری کہلائیں گی اور اگر خراجی پانی سے سیراب کیا جات ہے تو خراجی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کا دار و مدار قرب وجوار کی زمینوں پر ہے۔ اگر گردونواح کی زمینیں عشری ہیں تو یہ آباد کردہ زمینیں بھی عشری قرار دی جائیں گی اور اگر گردونواح کی زمینیں خراجی ہیں تو ان کو بھی خراجی ہی سمجھا جائے گا۔ اور اگر عشری وخراجی زمینوں کے بالکل بیچ میں ہو تو بھی وہ زمین عشری ہوگی۔ امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے۔(۱۷)

عشری پانی

بارش کا پانی، کنوں کا پانی، قدرتی چشموں کا پانی اور بڑے بڑے دریاؤں ندیوں کا پانی جو قدرتی طور پر جاری ہیں اور ان کو جاری کرنے میں لوگوں کے عمل کو دخل نہیں ہے اور نہ عادۃً کسی کی ملکیت میں ہوتے ہیں مثلاً سیحون، جیحون، دجلہ فرات، دریائے نیل، گنگا و جمنا اور پنجاب کے بڑے دریا وغیرہ۔(۱۸)

خراجی پانی

ان چھوٹی نہروں اور چشموں وغیرہ کا پانی جنھیں کسی جماعت یا فرد نے اپنی محنت اور خرچ کے ذریعہ نکالا ہے خواہ ایسی نہریں اور چشمے وغیرہ فتح اسلامی سے پیشتر کے ہوں یا فتح اسلامی کے بعد بیت المال کے خرچ سے نکالے گئے ہوں۔ ان کا پانی خراجی ہوگا۔(۱۹)

تنبیہ

یاد رہے کہ عشری اور خراجی پانی کا اعتبار صرف نمبر ۴ و ۵ میں ذکر کی گئی زمینوں میں ہی

(۱۶) محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ۳۳۱ جلد دوم۔

(۱۷) ص ۱۸۴ جلد چہارم

(۱۸) بدائع الصنائع: ص ۵۸ جلد دوم

(۱۹) ایضاً

ہوگا۔ زمینوں کی پہلی تین قسمیں بہرحال عشری ہی ہیں۔(۲۰)

نصاب کے شرط ہونے میں اختلاف

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وجوب عشر کے لیے کوئی نصاب شرط نہیں لہٰذا پیداوار کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو، عشر اس میں بہرحال واجب ہوگا۔ البتہ امام محمدؒ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک نصاب شرط ہے۔ اس نصاب میں قدرے تفصیل ہے:

۱۔ مکیلی اشیاء (یعنی وہ چیزیں جنھیں ناپ کر بیچا اور خریدا جاتا ہے۔) کا نصاب پانچ وسق یعنی تین سو صاع ہے جس کا اندازہ تول کے موجودہ پیمانوں کے ذریعے ۹۴۸ کلوگرام کیا گیا ہے۔

۲۔ غیر مکیلی اشیاء جیسے روئی اور زعفران وغیرہ کا نصاب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اتنی مقدار ہے کہ اس کی قیمت مکیلی اشیاء میں سب سے کم قیمت چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی اشیاء کا نصاب یہ ہے کہ ان چیزوں کا اندازہ کرنے کے لیے جو سب سے بڑا معیار ہے وہ جب پانچ کی تعداد تک پہنچ جائے تو اس پر عشر ادا کرنا واجب ہو جائے گا اس سے کم میں نہیں۔

شہد بھی چوں کہ غیر مکیلی اشیاء میں شامل ہے اس لیے اس کا نصاب امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کے اصول کے مطابق یہ ہے کہ شہد کی قیمت، مکیلی اشیاء کی سب سے کم قیمت چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے اصول کے مطابق شہد کے اندازہ کرنے کے لیے چوں کہ سب سے بڑا پیمانہ ''فرق'' ہے اس لیے پانچ ''فرق'' شہد کا نصاب ہے۔ ایک ''فرق'' ۳۶ رطل کا ہوتا ہے۔(۲۱) فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہے لہٰذا پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ عشر بہرحال نکالنا واجب ہے۔(۲۲)

پیداوار کے ایک سال تک باقی رہنے کی شرط میں اختلاف

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وجوب عشر کے لیے پیداوار کے ایک سال تک باقی

---

(۲۰) محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ۱۸۵ جلد چہارم

(۲۱) بدائع الصنائع ص ۵۹، ۶۱ جلد دوم

(۲۲) محمد علاء الدین الحصکفی: الدر المنتقی علی ہامش مجمع الانہر ص ۲۱۵ جلد اوّل

رہنے کی شرط نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک سبزیوں، ککڑیوں، کھیروں، پیاز، لہسن وغیرہ ہر قسم کی پیداوار پر عشر واجب ہے۔ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک وجوب عشر کے لیے یہ شرط ہے کہ پیداوار بلا کسی زیادہ تکلف کے ایک سال تک باقی رہ سکے۔ اسی بناء پر عام سبزیوں وغیرہ میں ان کے نزدیک عشر نہیں ہے۔(۲۳) انگ[illegible]ں کہ کشمش کی صورت میں سال تک باقی رکھا جاتا ہے اس لیے اس میں عشر وا[illegible] زیرہ، دھنیا، رائی، گنا، بادام، اخروٹ، پستہ وغیرہ جنھیں خشک صورت میں باقی [illegible] ہے، ایسی تمام چیزوں میں امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک بھی بالاتفاق عشر ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ان تمام پھلوں میں عشر ہے جنھیں خشک کر کے باقی رکھا جاسکتا ہو اور خشک ہونے کے بعد وہ نصاب کو پہنچ جاتے ہوں جیسے انجیر، آلو بخارا، امرود، شفتالو، سیب، کشمش، نبق، توت، کیلا وغیرہ لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک چوں کہ ان اشیاء کو، عام طور پر خشک وغیرہ کر کے باقی رکھنے کی عادت نہیں اور عام طور پر ایسا کیا نہیں جاتا اس لیے ان پر عشر نہیں ہوگا امام محمد رحمہ اللہ سے یہ روایت بھی ہے کہ پیاز چوں کہ سال تک باقی رہتا ہے لہٰذا اس میں عشر ہے۔(۲۴)

تکمیل نصاب

تکمیل نصاب کی ضرورت دو مقام پر پڑتی ہے:

۱۔ کسی شخص کی دو یا دو سے زائد علاقوں اور دیہاتوں میں زمینیں ہیں۔ اور کسی بھی زمین کی پیداوار نصاب کو نہیں پہنچتی۔ تو کیا ان مختلف زمینوں کی پیداوار ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا یا نہیں؟

۲۔ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کی پیداوار ہوئی اور ان میں سے کوئی بھی نصاب عشر کو نہیں پہنچتی، تو کیا تکمیل نصاب کی خاطر مختلف پیداواروں کو ملایا جائے گا یا نہیں؟

پہلی صورت میں مختلف زمینوں کی پیداوار کو ملا کر نصاب مکمل کیا جائے گا اور ادا کرنا

---

(۲۳) عبداللہ بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی: مجمع الانہر ص ۲۱۵ جلد اول

(۲۴) بدائع الصنائع ص ۶۰، ۶۱ جلد دوم

☆ عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً ☆

ضروری۔ البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک حکومت کی طرف سے وصولی عشر کے لیے مقرر کردہ عامل اگر ان مختلف زمینوں کا ایک ہی ہے تو اسے مطالبہ عشر کا بھی حق حاصل ہے اور اگر عامل مختلف ہیں اور ہر ایک کے زیر اختیار آنے والی زمین کی پیداوار نصاب عشر کو نہیں پہنچتی تو ایسی صورت میں عامل کو مطالبہ عشر کا حق حاصل نہیں ہوگا لیکن چوں کہ آپس میں ضم کر دینے کے باعث مالک کی ملک میں بقدر نصاب پیداوار جمع ہوچکی ہے اس لیے مالک پر از خود عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔ رہی یہ بات کہ پیداوار کی مختلف جنسوں کو بھی تکمیل نصاب کی خاطر آپس میں ضم کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب ابھی دوسری صورت کے ذیل میں آ رہا ہے۔

دوسری صورت میں مختلف قسم کی پیداوار کو تکمیل نصاب کی خاطر آپس میں ضم کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ تکمیل نصاب کے لیے نہیں ملایا جائے گا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر اس مختلف پیداوار کا اختلاف ایسا ہے کہ جس کے باعث اس کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا ناجائز ہے تو ایسی مختلف پیداوار کو تکمیل نصیاب کے لیے آپس میں ضم کیا جائے گا مثلاً سفید گندم اور سرخ گندم اور اگر ایسا اختلاف ہے کہ ان کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے تو ایسی مختلف پیداوار کو تکمیل نصاب کے لیے آپس میں ضم نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر جنس علیحدہ علیحدہ دیکھی جائے گا اگر نصاب کو پہنچے تو عشر واجب (۲۵) ورنہ نہیں۔

عاقل بالغ ہونا شرط نہیں

وجوب عشر کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں یہی وجہ ہے کہ نابالغ اور مجنون کی زمینوں پر بھی عشر واجب ہے۔(۲۶)

زمین کی ملکیت بھی شرط نہیں

وجوب عشر کے لیے پیداوار کی ملکت کافی ہے زمین کی ملکیت شرط نہیں اس لیے وقف شدہ زمینوں کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان نے زمین عاریۃ لے لی اور اس

(۲۵) بدائع الصنائع ص ۶۰، ۶۱ جلد دوم

(۲۶) ایضاً

☆ تخصیص العام بالنیة مقبولة دیانة لا قضاء ☆

میں کاشت کی تو اس کا عشر عاریت پر لینے والا شخص (مستعیر) پیداوار کا مالک ہونے کی بناء پر ادا کرے گا، عاریت پر دینے والے شخص (معیر) کے ذمہ اس کا عشر نہیں ہے۔ اگرچہ وہ زمین کا مالک ہے۔

اسی طرح اگر زمین بٹائی پر دی یعنی پیداوار کا ایک معین حصہ مالک کا اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا تو مالک و کاشتکار میں سے ہر شخص اپنے حصہ کا عشر ادا کرے گا۔(۲۷)

اسی طرح اگر زمین کرایہ پر دیدی اور کرایہ پر لینے والے (متاجر) نے اس میں زراعت کی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کراہ پر دینے والے شخص (مؤجر) نے اجرت اتنی لی ہے کہ متاجر کے پاس بہت کم بچا ہے تو ایسی صورت میں عشر مؤجر کے ذمہ ہوگا۔ اور اگر موجر اجرت کم لے تو عشر متاجر کے ذمہ ہوگا۔ چوں کہ ہمارے علاقوں میں اجرت کم لی جاتی ہے اس لیے اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ عشر متاجر کے ذمہ ہے۔(۲۸)

سال گزرنا بھی شرط نہیں

زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لیے جس طرح مال زکوٰۃ پر سال گزرنا شرط ہے اس طرح وجوب عشر کے لیے عشری پیداوار پر سال گزرنا شرط نہیں ہے۔ اسی لیے پیداوار ہوتے ہی...عشر واجب ہوگا اور سال میں جتنی بار فصل ہوگی ہر بار عشر ادا کرنا واجب ہوگا۔(۲۹)

کھیتی کاٹنے اور پھل اتارنے سے پہلے عشر ادا کرنا

زراعت یعنی بیج ڈالنے اور درختوں کو پھل لگنے سے پہلے عشر ادا کرنا صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے ایسا کیا تو اسے دوبارہ عشر ادا کرنا پڑے گا۔ اور اگر کھیتی کے اگ جانے کے بعد اور پھل آجانے کے بعد عشر ادا کیا تو عشر ادا ہو جائے گا۔ اور اگر بیج ڈالنے کے بعد اور اگنے سے پہلے عشر ادا کیا تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے۔(۳۰)

عشر کی مقدار

جن زمیوں کی سیرابی میں محنت یا خرچ کرنا پڑتا ہو مثلاً چاہی زمینیں یا وہ نہری زمینیں

(۲۷) بدائع الصنائع ص ۶۰، ۶۱ جلد دوم (۲۸) رد المحتار ص ۳۳۴ جلد دوم
(۲۹) بدائع الصنائع ص ۶۲ جلد دوم (۳۰) بدائع الصنائع ص ۶۲ جلد دوم

جن کے پانی کی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے یا دور دراز جگہوں سے اونٹوں وغیرہ پر پانی لاکر زمین کو سیراب کیا جائے تو ایسی صورت میں پیداوار کا ۲۰/۱ حصہ یعنی نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔

بارانی زمینیں جنھیں بلا قیمت و بلا محنت پانی میسر آجاتا ہو، ان کی پیداوار کا ۱۰/۱ حصہ یعنی پورا عشر ادا کرنا ہوگا۔

جن زمینوں کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو تو اکثر کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اس فصل میں بارش کا پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو ۱۰/۱ حصہ یعنی عشر ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر نہری پانی زیادہ استعمال ہوا ہے تو ۲۰/۱ حصہ یعنی نصف عشر ادا کرنا ہوگا۔(۳۱)

اور اگر کسی زمین کو دونوں طرح کے پانیوں سے سیراب کیا گیا ہو اور دونوں طرح کے پانیوں کا استعمال برابر ہو تو اگر چہ ایک قول کے مطابق نصف عشر یعنی ۱۰/۱ حصہ ادا کرنا ہوگا لیکن دوسرے قول کے مطابق محتاط طریقہ یہ ہے کہ آدھی پیداوار کا عشر یعنی ۱۰/۱ حصہ اور آدھی پیداوار کا نصف عشر یعنی ۱۰/۱ حصہ ادا کرے۔ گویا عشر کا ۴/۳ حصہ ادا کرے۔(۳۲)

اگر عشری زمین "تغلبی" "(ع)" عیسائی کے پاس ہو تو اس سے عشر کا دوگنا یعنی ۵/۱ حصہ لیا جائے گا۔ خواہ وہ "تغلبی" عیسائی مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا بچہ۔ نیز "تغلبی" عیسائی سے اگر غیر "تغلبی"، ذمی نے وہ زمین خریدلی تو غیر "تغلبی" ذمی کو بھی عشر کا دوگنا یعنی ۵/۱ حصہ ادا کرنا ہوگا۔

"تغلبی" اگر مسلمان ہو جائے یا کوئی مسلمان اس سے زمین خریدلے تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حسب سابق یہ لوگ عشر کا دوگنا ادا کریں گے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اب یہ لوگ عشر ادا کریں گے...اور عشر کا دوگنا ادا کرنے کا حکم اب ساقط ہوجائے گا۔

"تغلبی" نے اگر عشری زمین کسی مسلمان سے خریدی تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ رحمہما اللہ کے نزدیک "تغلبی" عشر کا دوگنا ادا کرے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بدستور

---

(۳۱) بدائع الصنائع ص ۶۲ جلد دوم

(۳۲) علامہ زین الدین ابن نجیم (المتوفی ۹۶۹ھ) البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص ۲۵۶ جلد دوم، طبع بیروت

(ع) "بنو تغلب" عرب عیسائیوں کا ایک قبیلہ تھا جو روم کی سرحد کے قریب آباد تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان پر جزیہ مقرر کرنا چاہا تو انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عرب قوم ہیں، اور جزیہ کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر آپ نے ہم پر جزیہ لگایا تو ہم آپ کے دشمن رومیوں سے جاملیں گے۔ اور اگر آپ ہم سے وہی وصول کریں جو مسلمانوں سے وصول کرتے ہیں (عشر وغیرہ) تو ہم آپ کو مسلمانوں سے دوگنا دیدیں گے۔ چناں چہ اسی پر ان سے معاہدہ ہوگیا۔ (شرح زیادات الزیادات للسرخسی والعتابی ص ۱۱۲)

☆ الحکم یتبع المصلحۃ الراجحۃ ☆ حکم مصلحتِ راجحہ کے تابع ہوا کرتا ہے ☆

سابق عشر ہی ادا کرے گا۔(۴۳)

قرض اور خرچ منہا نہیں کیا جائے گا

اگر مالک پیداوار مقروض ہو تو قرض کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا۔ اسی طرح کھیتی کے اخراجات اور بیج وغیرہ بھی منہا نہیں کیے جائیں گے بلکہ پوری پیداوار کا عشر ادا کرنا ہوگا۔(۴۴)

وجوب عشر کا وقت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کھیتی کے زمین سے نکلنے اور درختوں پر پھل کے ظاہر ہو جانے اور قابل انتفاع ہو جانے کا وقت ہی وجوب عشر کا وقت ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کھیتی اور پھلوں کے پوری طرح تیار ہو جانے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کھیتی کو صاف اور بھوسے وغیرہ سے علیحدہ کر لینے اور پھلوں کو توڑ لینے کے وقت عشر واجب ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر کھیتی کاٹے جانے اور پھول توڑنے جانے کے قابل ہونے سے پہلے کسی شخص نے ضائع کر دیئے تو مالک اس شخص سے تاوان وصول کر کے اس میں سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک عشر ادا کرے گا اور اگر کھیتی یا پھلوں میں سے کچھ حصہ تلف ہونے سے بچ جائے تو اس کا عشر اسی میں سے ادا کرے لیکن چوں کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ابھی وجوب عشر کا وقت ہی نہیں ہوا تھا اس لیے ان کے نزدیک ایسی تلف کردہ پیداوار کا عشر واجب نہیں ہوگا۔ نیز ان کے نزدیک باقی ماندہ کھیتی اور پھلوں کے نصاب کی تکمیل میں اس پیداوار کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو وجوب عشر کا وقت آنے سے پہلے ہلاک ہو چکی ہے۔ لہٰذا اگر باقی ماندہ پیداوار بذات خود نصاب کو پہنچ جائے تو عشر ادا کر دیا جائے۔ ورنہ نہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جو وقت وجوب ہے اگر اس کے بعد کھیتی یا پھل از خود قدرتی طور پر ضائع ہو گئے تو ہلاک شدہ کا اگرچہ عشر ادا نہیں کیا جائے گا لیکن

(۴۳) محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ۳۲۹ جلد دوم

(۴۴) بدائع الصنائع ص ۵۷، ۶۲ جلد دوم

باقی ماندہ پیداوار اگر نصاب کو نہیں پہنچتی تو تکمیل نصاب کی خاطر ہلاک شدہ پیداوار کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس طرح اگر نصاب مکمل ہو جائے تو عشر ادا کرنا واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

اور اگر وقت وجوب کے بعد کھیتی یا پھل کو مالک نے خود ضائع کیا ہے تو اس کا عشر مالک کے ذمہ واجب الاداء ہوگا۔ اور اگر مالک کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کی پیداوار کو وقت وجوب کے بعد ضائع کیا ہے تو مالک اس سے تاوان لے کر اس کا عشر ادا کرے۔ اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ضائع کرنے والے کی دستبرد سے بچ گیا ہے تو اس کا عشر باقی ماندہ حصے سے ادا کرے۔(۳۵)

عشر کا رکن ''تملیک''

ادائیگی عشر کے لیے ''تملیک'' یعنی کسی مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے۔ لہٰذا ان تمام صورتوں میں عشر ادا نہیں ہوگا جن میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا گیا ہو مثلاً مسجد وسرائے وغیرہ کی تعمیر اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا، کسی مردے کے کفن دفن میں خرچ کرنا، کسی فقیر میت کا قرض ادا کرنا، کسی زندہ فقیر کا قرض ازخود اس کے حکم کے بغیر ادا کر دینا وغیرہ۔

حاکم یا اس شخص کو عشر ادا کرنا جسے وصولی عشر کے لیے حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، بالکل درست اور صحیح ہے کیوں کہ ان کا وصول کرنا فقراء و مستحقین کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کا قبضہ مستحق کا قبضہ قرار پائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی نابالغ فقیر بچے یا فقیر مجنون کو عشر ادا کرتا ہے اور ان کی طرف سے ان کا باپ، دادا یا ان کا ولی یا وصی قبضہ کر لیتا ہے تو بھی عشر ادا ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کا قبضہ بعینہ فقیر بچے یا فقیر مجنون کا قبضہ سمجھا جائے گا۔

اپنے اصول وفروع یعنی باپ دادا اور اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد کو عشر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح شوہر اپنی بیوی کو عشر ادا نہیں کرسکتا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق بیوی اپنے شوہر کو بھی عشر نہیں ادا کرسکتی البتہ امام ابویوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بیوی اپنے شوہر کو ادا کرسکتی ہے لیکن فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر ہے۔ اپنے اصول وفروع کو ادا کرنے اور زوجین کے ایک دوسرے کو ادا کرنے کی صورت میں اگرچہ تملیک تو ہو جاتی ہے لیکن

(۳۵) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ۶۳، ۶۴

چوں کہ ان میں بالعموم ایک دوسرے کی ملکیت سے فائدہ بکثرت اٹھایا جاتا ہے اس لیے یہ تملیک، تملیک مطلق نہیں ہوتی لہٰذا ان کو ادائیگی عشر صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اباحۃً کھانا کھلا دینے سے عشر ادا نہیں ہوگا۔(۳۶)

نیت

چوں کہ عشر میں عبادت کی حیثیت بھی ملحوظ ہے اس لیے دیگر عبادات کی طرح ادائیگی عشر میں بھی نیت شرط ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص سے جبراً عشر لے لیا گیا اور وہ بذات خود ادائیگی عشر پر رضا مند نہیں تھا تو ایسے شخص کو وہ اجر وثواب نہیں ملے گا جو ادائیگی عشر پر بحیثیت عبادت ملتا ہے اگر چہ اس صورت میں بھی عشر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا کیوں کہ اس میں ٹیکس کی حیثیت بھی موجود ہے۔

یہ نیت یا تو ادائیگی کے وقت ہونی چاہیے یا پھر اس وقت جب کہ کل پیداوار سے عشر کا حصہ علیحدہ کیا جائے اگر چہ بعد میں علیحدہ کردہ حصہ عشر کو ادا کرتے وقت نیت مستحضر نہ رہے۔

نیز نیت میں صاحب عشر کی نیت کا اعتبار ہوگا لہٰذا اگر کسی شخص نے عشر کا حصہ کسی مستحق تک پہنچانے کا حکم کسی کو دیا۔ لیکن پہنچانے پر مامور شخص کو مستحق کے حوالہ کرتے وقت نیت مستحضر نہیں رہی تو بھی عشر ادا ہو جائے گا کیوں کہ ایسی صورت میں آمر کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ مامور کی نیت کا۔(۳۷)

حصہ عشر کی جگہ دوسری چیز کی ادائیگی

پیداوار کے حصہ عشر کی جگہ اس کی قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ نیز حصہ عشر کی جگہ اگر کوئی دوسری جنس ادا کرنا چاہے تو بھی کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس دوسری جنس کی قیمت حصہ عشر کی قیمت کے برابر ہو۔ البتہ اگر حصہ عشر کی جگہ اسی جنس کی دوسری چیز ادا کرنا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اموال ربویہ میں سے ہے۔

۲۔ اموال ربویہ کے علاوہ ہے۔

(۳۶) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ۶۵، ۳۹ (۳۷) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ۶۵، ۴۰

اگر دوسری صورت ہے تو اس میں حصہ عشر کی جگہ اسی جنس کی دوسری چیز ادا کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس کی قیمت حصہ عشر کی قیمت کے برابر ہو۔

پہلی صورت میں جب کہ حصہ عشر اموال ربویہ میں سے ہو اور اس کی جگہ اسی کی جنس سے دوسری چیز ادا کرنی ہو تو اس میں تین قول ہیں:

امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ رحمہما اللہ کے نزدیک مقدار میں یکساں اور برابر ہونا ضروری ہے۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک قیمۃً برابر ہونا ضروری ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں جو فقراء کے لیے زیادہ انفع ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی شخص کے کھیت میں اعلیٰ قسم کی ایک ہزار من گندم پیدا ہوئی جس کا عشر وہی اعلیٰ قسم کی سو من گندم ہے۔ اب اگر کسی وجہ سے یہ شخص عشر ادا نہ کرسکا اور یہ گندم اس کے پاس ختم ہوگئی۔ اب یہ شخص گھٹیا قسم کی سو من گندم بطور عشر ادا کرتا ہے جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ بنتی ہے جب کہ اس اعلیٰ قسم کی سو من گندم کی قیمت نو ہزار روپیہ تھی۔ اس صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک عشر ادا ہو جائے گا کیوں کہ یہ حضرات ایسی حالت میں مقدار میں برابری کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن امام زفر اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک عشر ادا نہیں ہوگا۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک تو اس لیے کہ اس ادا کردہ گندم کی قیمت اس واجب الاداء گندم کی قیمت کے برابر نہیں اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس لیے کہ اس صورت میں قیمت کا اعتبار کرنا فقراء کے لیے زیادہ انفع ہے کیوں کہ اس طرح فقراء کو یہ گھٹیا گندم ڈیڑھ سو من مل جائے گی۔

اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی واجب الادا حصہ عشر سو من گھٹیا گندم ہو جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ بنتی ہے لیکن یہ شخص اس کی جگہ ۷۵ من اعلیٰ گندم بطور عشر ادا کرتا ہے جس کی قیمت، واجب الاداء سو من گھٹیا گندم کی قیمت کے برابر ہے۔ اس صورت میں امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک عشر ادا ہو جائے گا اس لیے کہ ادا کردہ ۷۵ من گندم کی قیمت واجب الادا سو من گندم کی قیمت کے برابر ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ امام ابویوسفؒ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک عشر ادا نہیں ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک تو اس لیے کہ یہ ادا کردہ گندم واجب الادا گندم کی مقدار کے برابر نہیں۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس لیے کہ اس صورت میں مقدار کا اعتبار

کرنا فقراء کے لیے زیادہ انفع ہے کیوں کہ اس طرح فقراء کو سومن گندم مل جائے گی۔(۳۸)

شرائط استحقاق عشر

مستحق عشر ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو مستحق زکوٰۃ بننے کے لیے ہیں یہ شرائط پانچ ہیں:

۱۔ محتاج ہونا: محتاج ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔

الف۔ فقیر ہونا: فقیر ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس اپنی حاجات اصلیہ اور قرض سے بچا ہوا مال نصاب کو نہ پہنچے۔

ب۔ مسکین ہونا: مسکین ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔

ج۔ عاملین صدقات: حکومت کی طرف سے جو لوگ زکوٰۃ وعشر وغیرہ کی وصولی کے لیے مقرر کیے گئے ہوں وہ سب عاملین صدقات کہلاتے ہیں۔ البتہ یہ لوگ غنی ہونے کی صورت میں بھی وصولی صدقات کے عمل کی اجرت کے طور پر زکوٰۃ وعشر میں سے وصول کر سکتے ہیں۔

د۔ مقروض ہونا: اس سے وہ مقروض مراد ہے کہ جس کے پاس قرض منہا کرنے کے بعد حاجات اصلیہ سے زائد اتنا مال نہ بچتا ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو۔

ھ۔ تمام وہ لوگ جو دینی خدمات اور دیگر امور خیر میں مشغول رہتے ہوں اور ضرورت مند ہوں۔

و۔ وہ مسافر جو سفر میں کسی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو۔ اگر چہ بقدر نصاب مال اس کے وطن میں اس کے پاس ہو۔

۲۔ مسلمان ہونا: لہٰذا زکوٰۃ وعشر کی رقم کسی کافر کو نہیں دی جاسکتی اگر چہ وہ کتنا ہی محتاج اور فقیر کیوں نہ ہو۔

۳۔ بنی ہاشم میں سے نہ ہونا: زکوٰۃ وعشر کی ادائیگی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ جسے زکوٰۃ وعشر کا مال دیا جا رہا ہے وہ بنو ہاشم میں سے نہ ہو۔ بنو ہاشم سے مراد حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ اور حضرت حارث بن عبدالمطلبؓ کی اولاد ہے۔

۴۔ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں میں نہ ہونا۔

---

(۳۸) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ۶۵، ۴۱

☆ جس نے قبل از وقت کسی شی کے حصول کی کوشش کی اسے اس سے محرومی کی سزا دی جائے گی ☆

۵۔ زکوٰۃ وعشر ادا کرنے والے شخص اور جس کو زکوٰۃ وعشر کا مال دیا جا رہا ہے، ان کے منافع املاک آپس میں متصل نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص زکوٰۃ عشر کا مال اپنے والدین اور والدین کے آباؤ اجداد نیز اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نہیں دے سکتا کیوں کہ عادۃً ان رشتوں میں منافع املاک آپس میں متصل ہوتے ہیں۔اور یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو زکوٰۃ وعشر کا مال نہیں دے سکتے۔(۳۹)

کسی شخص کی حالت کی تحقیق کیے بغیر اس کو عشر ادا کرنا

اگر کسی شخص نے کسی کو عشر ادا کر دیا اور اسے تحقیقی طور پر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شخص مستحق ہے یا نہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ زکوٰۃ وعشر ادا کرتے وقت اگر اپنے اعتماد کی حد تک پورا یقین و اعتماد تھا کہ یہ شخص مستحق ہے اور اس وقت اس کے غیر مستحق ہونے کا کوئی شبہ بھی قلب میں نہ تھا تو اس صورت میں یہ ادائیگی صحیح ہے اور جب تک بالیقین یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص غیر مستحق تھا وہ ادائیگی صحیح اور درست ہی قرار دی جائے گی۔ ہاں البتہ اگر بعد میں پورے وثوق کے ساتھ یہ معلوم ہوگیا کہ وہ شخص غیر مستحق تھا تو اب دوبارہ ادا کرنا واجب ہوگا۔ بعد میں محض شک وشبہ پیدا ہوجانا ادائیگی سابق کو باطل نہیں کرے گا۔

۲۔ زکوٰۃ وعشر ادا کرتے وقت ہی اگر اس کو شک وشبہ تھا کہ شاید یہ شخص مستحق نہیں ہے لیکن اس شخص نے تحقیق وتفتیش اور اعتماد پیدا کیے بغیر اس کو زکوٰۃ وعشر کا مال دے دیا تو یہ ادائیگی صحیح نہیں ہے، دوبارہ ادا کرنا پڑے گا البتہ اگر بعد میں پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ معلوم ہوگیا کہ وہ شخص مستحق تھا اور میرا اس کے بارے میں شک وشبہ غلط تھا یا کم از کم ظن غالب ہی حاصل ہوگیا تو وہ ادائیگی درست قرار پائے گی۔

۳۔ جس شخص کو زکوٰۃ وعشر ادا کیا ہے اس کے مستحق ہونے کے بارے میں شک وشبہ تھا لیکن قرائن وآثار خارجیہ کے ذریعہ یا کسی شخص سے اس کے بارے میں تحقیق کرنے کے بعد وہ شک وشبہ جاتا رہا پھر اس کو زکوٰۃ وعشر کا مال ادا کر دیا تو ایسی صورت میں اگر بعد میں اس

(۳۹) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ۶۵، ۴۳ تا ۴۹

کے مستحق ہونے یا مستحق نہ ہونے کے بارے میں کوئی اور بات معلوم نہ ہوئی یا اگر کچھ معلوم ہوا تو بس یہی کہ وہ شخص مستحق تھا تو بالا جماع یہ ادائیگی صحیح و درست ہے۔ اگر بعد میں بہ تحقیق یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص مستحق نہیں تھا تو بالا جماع یہ ادائیگی صحیح دورست ہے۔ اگر بعد میں بہ تحقیق یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص مستحق نہیں تھا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ ادائیگی صحیح و درست ہے، اعادہ کی حاجت نہیں لیکن امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ادائیگی صحیح نہیں ہوئی دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔(٤٠)

وجوب عشر کے بعد اس کا سقوط

وجوب عشر کے بعد عشر کے ساقط ہونے کی تین صورتیں ہیں:

١۔ مالک کی تعدی وکوتاہی کے بغیر پیداوار کا ہلاک ہوجانا۔ اگر کل پیداوار ہلاک ہوگئی تو کل کا عشر ساقط ہوگیا اور اگر پیداوار کا کچھ حصہ ہلاک ہوا تو اس کا عشر ساقط ہوگیا۔ باقی ماندہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کا عشر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ادا کرنا ہوگا۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اگر باقی ماندہ حصہ نصاب کو پہنچتا ہو یا ہلاک شدہ حصے کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہوتو باقی ماندہ حصے کا عشر ادا کرنا ہوگا ورنہ نہیں۔

٢۔ مرتد ہو جانا (العیاذ باللہ) چوں کہ عشر میں عبادت کا معنی پایا جاتا ہے اور مرتد عبادت کا اہل نہیں ہے لہٰذا عشر ساقط ہو جائے گا۔

٣۔ پیداوار کے موجود نہ ہونے کی صورت میں مالک کا بلا وصیت مرجانا۔ البتہ اگر پیداوار موجود ہوتو اس میں سے عشر نکالا جائے گا یا اگر چہ پیداوار موجود نہیں ہے لیکن مالک مرتے وقت ادئیگی عشر کی وصیت کر گیا ہے تو اجراء وصیت کے قواعد کے مطابق ایک تہائی مال میں سے عشر ادا کیا جائے گا۔(٤١)

عشر کے متفرق مسائل

مسئلہ: جن خار دار درختوں کے سبز کانٹوں پر شبنم کی طرح ترنجبین گرتی ہے اگر وہ عشری زمین میں ہوں تو ترنجبین پر عشر واجب ہے۔ البتہ درختوں کے پتوں وغیرہ پر گرے تو عشر نہیں

(٤٠) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ٦٥، ٥٠ (٤١) بدائع الصنائع جلد دوم، ص ٦٥

ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہوجائے گا۔

ہے۔(۴۲)

مسئلہ: عشری زمین کے غیر مملوکہ درختوں... جیسے پہاڑوں وغیرہ کے درخت... کے جو پھل اکٹھے کئے جائیں، ان کا عشر ادا کرنا بھی واجب ہے۔ بشرطیکہ حکومت کی محافظت میں ہوں یعنی اہل حرب، باغیوں اور ڈاکوؤں سے اس کی حفاظت کرتی ہو نہ کہ عام مسلمانوں سے کیوں کہ پہاڑوں اور جنگلات کے غیر مملوکہ درختوں کے پھل مباح الاستعمال ہیں لہٰذا مملکت کے عام مسلمانوں کو اس سے منع کرنا جائز نہیں۔(۴۳)

مسئلہ: وہ درخت جو بذات خود مقصود نہیں ہیں بلکہ پھل کے لیے وہ درخت لگائے جاتے ہیں، ایسے درختوں کی لکڑی پر عشر نہیں۔ ایسے ہی ان درختوں سے جو گوند وغیرہ نکلتی ہے اس میں بھی عشر نہیں۔ صرف اس سے حاصل ہونے والے پھلوں میں عشر ہوگا۔(۴۴)

مسئلہ: وہ بیج جو صرف زراعت ہی کے کام آتے ہیں یا صرف دوا کے کام آتے ہیں ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ جیسے تربوز کے بیج، اجوائن اور کلونجی وغیرہ۔(۴۵)

مسئلہ: مکان کے اندر اگر کوئی چیز اگائی گئی تو اس پر عشر نہیں ہے اسی طرح قبرستان میں کچھ اگا تو اس میں بھی عشر نہیں ہے۔(۴۶)

مسئلہ: عشری زمین کی جس پیداوار پر عشر نہیں ہے اگر زراعت سے وہی مقصود بالذات ہو تو اس کا عشر ادا کرنا بھی ضروری ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارومدار قصد وارادہ پر ہے۔(۴۷)

مسئلہ: اگر عشری زمین کو کسی شخص نے کھیتی سمیت فروخت کیا یا صرف کھیتی کو فروخت کیا اور ان دونوں صورتوں میں کھیتی تیار ہو چکی تھی تو اس کا عشر بائع یعنی بیچنے والے پر ہوگا اور اگر کھیتی تیار نہیں ہوئی تھی اور مشتری نے اسی حالت میں اسے کاٹ دیا تو اس کا عشر بھی بائع پر ہوگا اور اگر مشتری نے خرید کر کھیتی کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ پک کر تیار ہوگئی تو اس کا عشر مشتری یعنی خریدنے والے پر ہوگا۔(۴۸)

---

(۴۲) حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان: فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ص ۲۷۶ جلد اوّل

(۴۳) محمد امین الشہیر ابن عابدین: ردالمحتار ص ۳۲۵ جلد دوم (۴۴) فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۶ جلد اوّل

(۴۵) ایضاً (۴۶) ایضاً

(۴۷) ردالمحتار (۴۸) فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل

مسئلہ: اگر زمین کسی کافر کو عاریت پر دی تو اس کا عشر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک معیر (عاریت پر دینے والا) ادا کرے گا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کافر مستعیر (عاریت پر لینے والا) ادا کرے گا اور امام ابو یوسفؒ رحمہ اللہ کے نزدیک اگرچہ کافر مستعیر ادا کرے گا لیکن دوگنا عشر ادا کرے گا۔(۴۹)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے عشری زمین غصب کر لی اور اس میں زراعت کی تو اگر اس کی زراعت نے زمین میں کچھ نقصان پیدا کر دیا ہے تو مالک اس کا تاوان لے گا اور اس کا عشر بھی مالک ہی کے ذمہ ہوگا اور اگر غاصب کی زراعت سے زمین میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوا تو اس کا عشر غاصب ادا کرے گا۔(۵۰)

مسئلہ: ادائیگی عشر سے پہلے اگر پیداوار فروخت کر دی تو حکومت کی طرف سے وصولی عشر کے لیے مقرر کردہ شخص کے لیے جائز ہے چاہے تو مشتری سے عشر وصول کرے اور چاہے تو بائع سے۔ اور اگر بائع نے اس کو زائد قیمت پر فروخت کیا اور مشتری نے اس پر تاحال قبضہ نہیں کیا ہے تو مصدق کو اختیار ہے چاہے پیداوار کا عشر وصول کرے اور چاہے جس قیمت پر فروخت کیا ہے اس کا عشر (دسواں حصہ) وصول کر لے۔ ظاہر ہے کہ جب زائد قیمت پر فروخت کرنے کی صورت میں مصدق کو یہ اختیار ہے تو جب مناسب قیمت پر فروخت کیا ہو تو بطریق اولیٰ اسے یہ اختیار حاصل ہوگا۔ وہاں البتہ اگر بائع نے بہت کم قیمت پر فروخت کیا ہے تو پھر مصدق صرف پیداوار کا عشر یا اس کی بازاری قیمت وصول کرے گا۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ پیداوار مشتری یا بائع کے پاس موجود ہو۔

اگر وہ پیداوار بائع نے ختم کر دی ہے تو مصدق اسی جیسی پیداوار کا عشر یا اس کی بازاری قیمت وصول کرے گا اور اگر مشتری نے وہ پیداوار ختم کر ڈالی ہے تو مصدق بائع یا مشتری کسی سے بھی عشر کا ضمان لے سکتا ہے۔(۵۱)

مسئلہ: اگر انگوروں کا رس نچوڑ کر فروخت کیا تو اس رس کی حاصل کردہ رقم سے عشر لیا جائے گا۔(۵۲)

(۴۹) فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل

(۵۰) حسن بن منصور الفرغانی الشہیر بقاضی خان: فتاویٰ قاضیخان علی ہامش الہندیہ ص ۲۷۷ جلد اوّل

(۵۱) فتاویٰ ہندیہ ص ۱۸۷ جلد اوّل (۵۲) ایضاً

☆ الاصل بقاء ما کان علی ما کان ☆ بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ☆

مسئلہ: عشر نکالنے سے پہلے پیداوار کا استعمال جائز نہیں الا یہ کہ ادائیگی عشر کا عزم مصمم ہو۔(۵۳)

مسئلہ: گنے کے رس میں عشر واجب ہے اس کے چھلکے میں نہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جب گنا اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کی قیمت سب سے کم قیمت مکیلی چیز کے پانچ وسق کی قیمت کے برابر ہو جائے تو عشر واجب ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جب گنا اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کا رس پانچ من ہو جائے تو عشر واجب ہوگا۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چوں کہ وجوب عشر کے لیے کوئی نصاب شرط نہیں ہے اس لیے گنا کم ہو یا زیادہ، عشر بہر حال واجب ہے۔(۵۴)

مسئلہ: نہروں، نالوں اور دریاؤں کے کنارے جو درخت ہوتے ہیں۔ ان میں عشر نہیں ہے۔(۵۵)

مسئلہ: کسی مسلمان نے اپنی عشری زمین کسی کافر ذمی کے ہاتھ فروخت کی لیکن بطور شفعہ کسی دوسرے مسلمان نے لے لی تو یہ زمین بدستور عشری رہے گی۔(۵۶)

مسئلہ: کسی مسلمان نے عشری زمین کسی ذمی کے ہاتھ ''بیع فاسد'' کے ساتھ فروخت کی، لیکن بیع کے فاسد ہونے کے باعث وہ زمین اسی بیچنے والے مسلمان کو واپس کر دی گئی تو یہ زمین بدستور عشری رہے گی۔(۵۷)

مسئلہ: کسی مسلمان نے کسی ذمی کے ہاتھ عشری زمین فروخت کی اور اس بیع میں مسلمان نے اپنے لیے ''خیار شرط'' رکھا۔ بعد میں ''خیار شرط'' کے باعث زمین واپس لے لی۔ یا مشتری نے ''خیار رؤیت'' کے طور پر واپس کر دی۔ یا مشتری نے ''خیار عیب'' کی وجہ سے قضاء قاضی کے بعد واپس کی تو ان صورتوں میں بھی زمین بدستور عشری ہی رہے گی۔ البتہ اگر خیار عیب کی وجہ سے بلا قضاء قاضی واپس کی تو وہ عشری زمین خراجی بن جائے گی۔(۵۸)

مسئلہ: زفت(۵۹) اور قیر(۶۰) کے چشمے اگر عشری زمین میں نکل آئیں تو ان میں عشر نہیں ہوگا۔(۶۱)

---

(۵۳) محمد بن محمد المعروف بابن البزاز (المتوفی ۸۲۷ھ) فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم الہندیہ ص ۹۳ جلد چہارم

(۵۴): ردالمحتار ص ۳۲۷ جلد دوم زین الدین ابن نجیم: البحر الرائق ص ۲۵۶ جلد دوم

(۵۵) فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ ص ۹۱ جلد چہارم

(۵۶) ردالمحتار ص ۳۲۹، ۳۳۰، جلد دوم

(۵۷) محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ۳۳۰ جلد دوم (۵۸) ایضاً

(۵۹) تارکول (۶۰) ایک ایسا مادہ جو کشتیوں پر ملا جاتا ہے۔

(۶۱) محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار ص ۳۳۱ جلد دوم

مسئلہ: مزارعتِ فاسدہ میں اگر بیج مالک کا ہے تو عشر بھی مالک پر عائد ہوگا اور اگر بیج مزارع کی طرف سے ہے تو یہ اجارہ والی صورت بن جائے گی۔ اور اجارہ کی صورت میں بقول مفتیٰ بہ عشر مستاجر کے ذمہ ہوگا۔ (۶۲)

مسئلہ: وہ ریشم جو کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے اس میں عشر نہیں ہے اگرچہ ان کی خوراک عشری زمین میں پیدا ہونے والے درختوں کے پتے ہی کیوں نہ ہوں۔ کیوں کہ پتوں میں عشر نہیں ہے لہٰذا ان سے پیدا ہونے والے ریشم میں بھی عشر نہیں ہے۔ (۶۳)

مسئلہ: اگر کسی مقام پر شہتوت کے پتے کسی اہم کام میں استعمال ہونے کے باعث مقصود قرار پاجائیں جیسا کہ خوارزم وخراسان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے تو ان پر بھی عشر عائد ہوگا۔ درخت بید کی شاخوں وغیرہ میں بھی اسی بناء پر عشر ہوگا۔ (۶۴)

---

(۶۲) محمد امین الشہیر بابن عابدین: ردالمحتار جلد دوم، ص۳۳۴

(۶۳) ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی (المتوفی ۸۰۰ھ) الجوہرۃ النیرہ ص ۱۵۵ جلد اوّل

(۶۴) محمد امین الشہیر بابن عابدین: العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ ص۱۲ جلد اوّل (طبع بیروت)

Managing Finances

A Shariah Compliant Way

By: Omar Mustafa Ansari

Available at: Fazlle Book Super Store

Urdu Bazar Karachi.

Kitab Serai Urdu Bazar, Lahore.

Authors email: omarmustafaansari@gmail.com